السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قربانی کی حقیقت اور بعض اعتراضات کا جائزہ بیان ہے ۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

« عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ - صلی اللہ علیہ وسلم - يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هٰذِهِ الأَضَاحِىُّ قَالَ « سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ

زید بن ارقم ( صحابی ) سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ عید کی قربانی کیا ہے ؟ ارشاد ہوا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے ۔

اللہ کے لیے قربانی ملت ابراہیمی علیہ السلام کی روح ہے ۔ یہ قربانی زندگی کے ہر موڑ اور ہر ہر گوشہ میں قربانی ہی وہ طرہ امتیاز ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ بنایا، علیہ وعلی انبیاء الصلوۃ والسلام ۔ سب سے پہلے اللہ کے لیے محبت پدری کی قربانی دی اور باپ کی زبان سے :

لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ٤٦ ... مریم ...

اگر تو (اس دعوت توحید سے ) باز نہ آیا تو میں تیرا سر پھوڑ دوں گا ۔ چل میرے پاس سے دفعہ ہو جا ۔ جیسے الفاظ سنے پھر

سَلَامٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ٤٧ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ... ٤٨ ... مریم

تم سلام رہو ۔ میں تمہارے لیے اپنے رب سے معافی چاہوں گا کہ وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے اور تمہیں اور تمہارے معبودوں کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤں گا ۔

کہتے ہوئے ، جیتے جی باپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہوگئے ۔

باپ کے ساتھ ساتھ سارے اہل وطن دشمن جان ہوگئے تو اپنے وجود کی ہی قربانی کا سوال سامنے آگیا اور ساری خدائی نے دیکھا کہ

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

یہ مرحلہ عشق طے ہوا تو اب وطن کو خیر باد کہنے کی باری تھی قربانی کا ابراہیمی جذبہ اس گھاٹی کو بھی ہنستے کھیلتے پار کر گیا اور اب بابل کی بجائے ارض کنعان اس دولت عشق کی وارث ہوئی ۔ یہاں بڑھاپے کی عمر میں پہنچ کر پہلی اولاد عطا ہوئی تو عہد شیر خوارگی ہی میں حکم ملا کہ اس کو اور اس کی ماں کو (مکہ کی ) وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آؤ ۔ عشق کا یہ مرحلہ بھی بلا حیل و حجت طے ہوا ۔ یہ قربانی ہی کیا کم تھی مگر اللہ کی دوستی اس سے بھی زیادہ مہنگی تھی ۔ اور نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ۔ کی صدا ابھی تھمنے کا وقت نہیں آیا تھا ۔

چند سال بیتے اور اس وادی غیر زرع میں پلنے والے اکلوتے فرزند کی عمر اتنی ہوگئی کہ : فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ ... ١٠٢ ... الصافات

بوڑھے باپ کا کچھ تو ہاتھ بٹانے کے قابل ہوگئے ۔

تو قربانی کے اس مرحلے کا سامان بھی ابراہیم ہی کے لیے ہوگیا ۔ جس کے بعد اس بارگہ والا سے بھی ارزانی ہنوز کی نہیں إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ١٠٦ ... الصافات " بے شک یہ بڑی کھلی ہوئی جانچ تھی ۔ " کی صدائے اعتراف اٹھی ۔

ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب سے سمجھا کہ بیٹے کی قربانی کا حکم دیا جا رہا ہے ۔ شرح صدر ہوگیا ۔ تو نہ باپ جھجکا نہ بیٹا کسمسایا اور ساری خدائی نے دم بخود ہو کر یہ ماجرہ دیکھا کہ بیٹا منہ کے بل زمین پر ہے اور باپ کی چھری بیٹے کی گردن پر ، لیکن خدا کو اسماعیل کی قربانی مطلوب نہ تھی ۔ ابراہیم کا دل دیکھنا یا کہیے کہ محبت کا مرحلہ طے کرانا مقصود تھا ۔ وہ طے کرا دیا گیا اور ابراہیم کے جذبہ عبدیت و فدائیت کی صداقت کو آزما لیا گیا تو قبل اس کے کہ چھری اپنا کام کرے ۔ پکار آئی : يَا إِبْرَاهِيمُ ١٠٤ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا " اے ابراہیم (بس ! بس !! ) تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا اب تیرا بیٹا تجھے مبارک ہو ۔

إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ١٠٥ ... الصافات " ہم صادقین و محسنین کو اسی انداز سے جزا دیتے ہیں ۔ " الصفت 105

پے درپے آزمائشوں کے سلسلہ کی یہ وہ آخری آزمائش تھی ۔ جس میں پورا اترنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نوع انسانی کی امامت کا مژدہ سنایا گیا ۔ قرآن کا بیان ہے وَاِذِ ابۡتَلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (بقرہ : ع25) اورجب آزمایا ابراہیم کواس کے رب نے متعدد باتوں میں وہ ان میں پورا اترا، فرمایا میں بناؤں گا تجھے بنی آدم کا امام ۔

یہی امامت تھی جس کا کامل ظہوراس طرح ہواکہ آپ کی نسل میں محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام نوع انسانی کا رسول بناکر مبعوث کیا گیا اور اس کےلیے وہی طریقہ اور وہی دین پسند کیا گیا جوابراہیم علیہ السلام کا طریقہ اوران کا اسوہ تھا ۔ چنانچہ قرآن میں رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلایا گیا ۔

اِنَّنِىۡ هَدٰٮنِىۡ رَبِّىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ دِيۡنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ... ١٦١ ...الأنعام

آپ کہہ دیجیئے کہ مجھے سمجھائی ہے میرے رب نے سیدھی راہ یعنی دین قیم جو طریقہ ہے ابراہیم حنیف کا ۔ ''اوراس ابراہیمی کیش وملت کو تمام نوع انسانی کےلیے اسوہ ٹھہرادیا گیا ۔ امت محمدی کے اولین طبقہ کو جو نزول قرآن'' کے وقت داخل اسلام ہوچکا تھا خطاب کرکے فرمایا گیا :

هُوَ اجۡتَبٰٮكُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ مِّلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ هُوَ سَمّٰٮكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ... ٧٨ ...الحج

اس (اللہ) نے تم کو منتخب کیا ہے

اورنہیں کی ہے دین میں تمہارے اوپر کوئی تنگی ، تمہارے باپ ابراہیم ہی کی ملت ہے ، اسی نے رکھا ہے نام تمہارا مسلمان ۔ پس وہ ابراہیمی کیش وملت جس کی روح ہی قربانی ہے اور جس کو اسلام کا نام ہی اس عظیم آخری قربانی کے سلسلہ میں دیا گیا ہے ، جیساکہ سورۃ الصفت 102 میں اسی موقع پر ہے ۔

فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ ١٠٣ ... الصافات

پس جب ان دونوں باپ بیٹوں نے کمال اطاعت (اسلام) کا مظاہرہ کردیا اورابراہیم نے اسماعیل کو پیشانی کے بل ڈال دیا ۔ ''الخ''

یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ اس کیش وملت میں کوئی مستقل نشان اس عظیم قربانی کا نہ ہوتا اور جس بنیاد پر اسے اسلام کا نام دیا گیا تھا ۔ مابعد میں اس بنیاد کی کوئی نہ کوئی یادگار اس ملت کے خاکہ میں مستقل جگہ نہ پاتی اور قربانی پش کرنے کی کوئی نہ کوئی شکل اسلام کا دائمی اشعار قرار نہ دی جاتی ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے قربانی کی شکل متعین کرائی کہ اسماعیل کی قربان گاہ پر اسی چھری سے ایک مینڈا ذبح کرایا ۔ اور ہر سال اسی دن اس عمل کے نہایت عظیم اور عالمگیر پیمانہ پر اعادہ کوملت ابراہیمی کا جزبنا دیا ۔ امام ابن جریر طبری نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے :

انہ کان یقول ما یقول اللہ وفدینا عقطیلہ بیحتہ التی فقط والسکتہ الذبح علی دینہ فتلک السنۃ الی یوم القیمۃ

کہ وہ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَفَدَيۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ صرف اس خاص ذبیحہ سے متعلق نہیں ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا ۔ بلکہ اس میں ذبح عظیم سے مراد وہ عظیم رسم قربانی ہے جو اس ابراہیمی طریق پر ادا کی جاتی رہے گی ، پس معلوم ہوا کہ یہ قیامت تک کےلیے سنت جاری کردی گئی ہے ۔

اسی طرح اشارہ کرتے ہوئے پیغمبر آخرالزمان نے جو دین حنیفی اور ملت ابراہیمی کے پیامبر تھے ۔ بقر عید کی قربانی کے سلسلہ میں اپنے اصحاب کو بتایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے اور تلقین کی کہ ان میں کا ہر ذی استطاعت اسی سنت کی پیروی میں ذوق وشوق سے حصہ لے ۔

اب سمجھ میں آتا ہے قربانی کے بارے میں اس قسم کی احادیث کا مطلب یا زیادہ صحیح الفاظ میں ان کا راز جن میں آتا ہے کہ قربانی کے دن ابن آدم کا کوئی عمل اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا خون بہانے کا عمل ہے ۔ یہ خون جو تم بہاتے ہو ، قبل اس کے کہ زمین پر گرے ، اللہ کے حضور میں گرتا ہے ۔ یعنی مرتبہ قبول پاتا ہے ۔ (ترمذی مشکوۃ، ص 128)

جس قربانی کی یہ تاریخ ہو کہ اس کی طرح خود خداوند قدوس نے اپنے خلیل کے ہاتھوں ڈھلوائی ہو ۔ اور وہ عظیم عمل کی یادگار اور مژدہ ہو ، جس کی عظمت کا اعتراف قد صدقت الرؤیا کہہ کہ اس دربار عالی سے برملا کیا گیا ہو ، جس کی عظمت وکبریائی کے آگے ابن آدم کی بڑی سے بڑی پیش کش ہیچ وحقیر ہے ۔ جس کو کمال اطاعت واسلام (اسلما) سے تعبیر کرکے اس کا درجہ قبولیت بھی اس عظیم ہستی ہی کی طرف سے دنیا پر عیاں کردیا گیا ہو ۔ جس کی شان بے نیازی کو جاننے والا انسان عمر بھر کی اطاعت گزاری پر اطمینان نہیں کرپاتا کہ کوئی درجہ قبولیت اس کو اس بارگاہ عالی میں مل پائے گا ۔ سچ کہیے کہ اگر اس تاریخ قربانی والے دن میں اللہ کو ابن آدم کا کوئی عمل اس درجہ پسند نہیں جتنا یہ قربانی اور اہراق دم والا عمل پسند ہے تو اس میں اچنبھے کی کون سی بات ہے ؟ حق یہ ہے کہ اس عمل کی یہی شان ہونی چاہیے اور ابراہیمی خلوص وخوش دلی کی ادنیٰ جھلک بھی اگر کسی کے اس عمل میں پائی جائے تو اس کو یہی درجہ محبوبیت وقبولیت ملنا چاہیے ، جو حدیث بتارہی ہے ۔ ہاں! ہاں!! خون کے ان قطروں کو جو ابراہیمی ذوق وشوق کے ساتھ کسی عبد مسلم کے ہاتھ سے بہیں یہی رفعت عطا ہونی چاہیے کہ زمین پر گرنے سے پہلے وہ مکین عرش کے دامن قبول میں جگہ پالیں ۔ اور اس سنت ابراہیمی کی پیروی کا یہی صلہ قدر شناس جذبہ ابراہیمی سے ملنا چاہیے کہ قربانی کا ایک بال بھی رائے گاں نہ جائے ۔ سچ کہا اور یقینا خدا کی طرف سے کہا ۔ دعائے خلیل کے ظہور مجسم (ﷺ) نے فرمایا کہ « بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوا فَالصُّوفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ ».

ہر بال کے حساب میں ایک نیکی! (صحابہ نے عرض کیا کہ حضور اور جو جانور اون والے ہیں ؟) فرمایا : اون میں سے بھی ہر بال کے حساب میں ایک نیکی ۔ ''

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

**فتاویٰ محمدیہ**

**ج1ص600**

محدث فتویٰ